بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۳۱ ۔ ۲۳ ماہ وفا ۱۳۲۲ ہش ۔ ۲۰ رجب ۱۳۶۲ ھ ۔ ۲۳ جولائی ۱۹۴۳ ء ۔ نمبر ۱۷۲

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۔ ۲۲ ماہ وفا ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج صبح ۹ بجے بذریعہ فون یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کل دن کے وقت زیادہ سے زیادہ ٹمپریچر ۹۹ درجہ ہوا۔ مگر زیادہ عرصہ ۹۸ ۔ ۹ رہا۔ صرف تھوڑی دیر کیلئے ۹۹ درجہ رہا۔ خدا کے فضل سے کھانسی سے آرام ہے۔ الحمد للہ ۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرماویں۔

قادیان ۲۲ وفا ۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو کان اور آنکھ میں درد کی تکلیف ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کیلئے دعا فرماویں ۔۔۔۔ آج جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کا ڈلہوزی سے ۱۴ ۔ وفا کا خط ملا۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں۔ سیدہ ام ناصر احمد صاحب کی طبیعت تین روز سے خراب ہے۔ بخار بھی ہو جاتا ہے بائیں کان میں اور اس کے ارد گرد درد ہے ۔۔۔۔ سیدہ ام طاہر احمد کی طبیعت بھی تا حال ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں ۔۔۔۔ کل بعد نماز مغرب مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت حضرت میر محمد اسحٰق صاحب جلسہ ہوا جس میں ان کے علاوہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ۔ مولوی ابو العطاء صاحب اور مولوی

۲۰ رجب ۱۳۶۲ ھ

مسلمان اور "ستیارتھ پرکاش"

حکومت سندھ نے "ستیارتھ پرکاش" مصنفہ سوامی دیانند جی کے نہایت ہی دل آزار اور فتنہ انگیز حصص کے خلاف مسلمانان سندھ کی صدائے احتجاج کے متعلق جس بے تدبیری اور کمزوری کا اظہار حال میں کیا ہے۔ وہ نہ صرف بے حد افسوسناک ہے۔ بلکہ نہایت خطرناک نتائج پیدا ہونے کا خوف بھی دلا رہی ہے۔ اگر حکومت سندھ آریہ سماجیوں کے شور و شر کی دھمکیوں پر مسلمانان سندھ کے اس اضطراب اور بے چینی کو نظر انداز کر کے فوراً جھک سکتی تھی۔ جو صوبہ کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک پھیلا ہوا ہے۔ اور مسلمانوں کے اس مطالبہ کی اس کے نزدیک کچھ وقعت نہ تھی۔ جس کے متعلق اس نے خود اعلان کیا تھا۔ کہ بڑے غور سے کیا جا رہا ہے۔ تو پھر اسے اس بات کے اظہار کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کہ سندھ گورنمنٹ بڑی سنجیدگی کے ساتھ ستیارتھ کے چودھویں باب کی ضبطی کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ اور عنقریب اس بارہ میں اپنے فیصلہ کا اعلان کر دے گی۔ پھر جب یہ اعلان کیا گیا تھا۔ تو کم از کم اپنے وقار کے پیش نظر ہی اس کا کچھ پاس کیا جاتا۔ مگر آریہ سماجیوں کی دھمکیوں کا ابھی آغاز ہی ہوا تھا۔ کہ حکومت سندھ نے اپنے فیصلہ کا کسی معقول صورت میں اعلان کرنے کی بجائے صرف یہ شائع کر دیا۔ کہ حکومت سندھ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ اور اس طرح خواہ مخواہ آریوں کو ایک طرف حکومت سندھ کی شکست فاش اور اپنی فتح اور کامرانی کا ڈھنڈورہ پیٹنے کا دفعۃً ہم پہنچا دیا اور دوسری طرف انہیں "ستیارتھ پرکاش" کی غیر معمولی اشاعت کی طرف مائل کر دیا۔ چنانچہ آریہ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ "آریہ سماجیوں کی ایک [illegible] کرنے کے لئے "ستیارتھ پرکاش" کی دس ہزار کاپیاں سندھ بھیجی جائیں۔ اس کے لئے چندہ بھی جمع ہو رہا ہے۔" (پربھات ۸ر جولائی)

اسی طرح اخبار "ملاپ" نے لکھا ہے۔ کہ "آریہ پراونشل پرتی ندھی سبھا کے کارکنوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کی ایک ہزار کاپیاں مفت یا معمولی قیمت پر تقسیم کی جائیں۔"

"ستیارتھ پرکاش" کے متعلق یہ ان لوگوں کا طریق عمل ہے۔ جن کے متعلق یہ توقع تھی۔ کہ وہ مسلمانوں کی دلآزاری کے ازالہ کے لئے "ستیارتھ پرکاش" میں مناسب ترمیم کرنے پر آمادہ ہو سکیں گے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ آریہ سماج میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو ستیارتھ پرکاش کے ان ابواب میں ترمیم کرنے کی ضرورت کے قائل ہیں۔ جن میں مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ یہودیوں۔ سکھوں۔ جینیوں۔ سناتن دھرمیوں اور دیگر مذاہب کے نہایت ہی مقدس اور واجب الاحترام دینی پیشواؤں کی شان میں نہایت دلآزار الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ایسے لوگ پہلے بھی تھے۔ اور اب بھی موجود ہیں۔ چنانچہ مہاشہ کرشن مالک اخبار "پرتاپ" نے مسلمانان سندھ کی صدائے احتجاج کے سلسلہ میں ایک طرف تو یہ لکھا کہ مسلمانوں کو آریوں سے کہنا چاہیئے تھا۔ کہ آؤ بھائی بھائی مل کر اپنے اختلافات مٹا دیں۔ اور دوسری طرف "ستیارتھ پرکاش" کی پوزیشن ان لفظوں میں واضح کی۔ کہ "آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کو الہامی نہیں مانتا۔ نہ اسے وید کا درجہ دیتا ہے جب ان کتب کا ذکر آئے گا۔ جنہیں مختلف مذاہب الہامی مانتے ہیں۔ تو ان میں ستیارتھ پرکاش کا نام نہیں ہو سکتا۔"

اگر عام آریہ اس بات کے قائل ہو جائیں تو ایک بڑے جھگڑے کا سد باب ہو سکتا ہے۔ مگر یہ آواز حد سے زیادہ متعصب اور کوتاہ اندیش آریوں میں کہ کثرت انہیں کی ہے۔ نہ پہلے کبھی سنی گئی۔ اور نہ اب۔ بلکہ ہر دفعہ نقار خانہ میں طوطی کی آواز بن کر رہ گئی۔ چنانچہ اس موقع پر بھی اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کے ایک نقطہ اور ایک شوشہ تک میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور آریہ سماجی اس کتاب کی حفاظت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

اب جبکہ ایک طرف تو حکومت سندھ کا رویہ بھی "ستیارتھ پرکاش" کے متعلق واضح ہو گیا۔ اور دوسری طرف نہ صرف آریوں سے کسی قسم کی ترمیم اور اصلاح کی توقع اٹھ گئی۔ بلکہ انہوں نے ستیارتھ پرکاش کو اس کی موجودہ حالت میں ہی بکثرت شائع کرنے کی جد و جہد شروع کر دی ہے۔ مسلمانوں کے لئے ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ آریہ سماج کے پھیلائے ہوئے زہر کے ازالہ کے لئے موجود زمانہ کے مصلح موعود نے جو تریاق مہیا فرمایا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایا جائے یعنی اس لٹریچر کا خصوصیت سے مطالعہ کیا جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریوں کے اعتراضات کے جواب میں شائع فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی اس مذہب کے غلط عقائد اور خلاف عقل و فطرت تعلیمات کو واضح کیا ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ آج کل خصوصیت سے مسلمانوں کو اس بات کی تحریک کریں۔ اور خواہشمند اصحاب کو آریہ سماج کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف حاصل کرنے میں ہر آسانی بہم پہنچائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف دلائل کے ساتھ آریوں کے ان تمام اعتراضات کو رد فرمایا ہے۔ جو اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر محض جہالت اور تعصب سے کئے گئے ہیں۔ بلکہ آریوں کے مسلمات اور آریہ سماجی تعلیمات پر ایسے وزنی اعتراضات کئے ہیں۔ جنہیں دور کرنے سے آریہ سماجی عاجز ہیں۔ اس کے علاوہ ایک خاص بات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف میں پائی جاتی ہے۔ اور جو آریوں کے خلاف قلم اٹھانے والے اور کسی مصنف کی تحریروں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تازہ بتازہ نشانات اور الہامات کے ذریعہ اسلام کو زندہ مذہب ثابت کر دیا۔ اور اسکے مقابلہ میں ویدک دھرم کو تازہ نشانات سے محروم ہونے کی وجہ سے مردہ قرار دیدیا ہو۔ چنانچہ باوجود مطالبات کے آریہ دھرم کا کوئی نمائندہ اپنے دھرم کے زندہ ہونے کا آج تک کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آریہ سماج کے متعلق تصانیف کا نہ صرف عام مسلمانوں کو خصوصیت سے مطالعہ کرانا چاہیئے۔ بلکہ جہانتک ممکن ہو۔ اس لٹریچر کو آریوں کے ہاتھوں میں پہنچانے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے ؞

غربا کے لئے فراہمی گندم کی تحریک میں حصہ لینے والے احباب کی فہرست

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد دربارہ فراہمی گندم برائے غربا پر لبیک کہنے اور اپنے وعدہ کے مطابق سو فی صدی پورے کرنے والے مخلصین کے نام شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ جن احباب نے ابھی اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ وہ فوری توجہ فرمائیں گے۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

نام	روپے آنے
سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن	۵ — ۵۰۵
لجنہ اماء اللہ قادیان	۰ — ۱۰ ،،
ڈاکٹر محمد منیر صاحب امرتسر	۰ — ۵۶ ،،
شیخ عظیم الدین صاحب سندھ	۰ — ۵ ،،
محمد نذیر صاحب امین آباد	۴ — ۰ ،،
محمد رفیق صاحب کانپور	۰ — ۱۸ ،،
محمد خالد صاحب ڈرافسمین جھانسی	۰ — ۱۰ ،،
سیدہ فضیلت بیگم صاحبہ سیالکوٹ	۰ — ۳۲ ،،
محمد حسین صاحب ڈرافسمین مردان	۰ — ۱۶ ،،
احمد علی صاحب شیخوپورہ	۰ — ۱ ،،
عبدالغفور صاحب پاڑہ چنار	۰ — ۵ ،،
محمد حسین صاحب الہ آباد	۰ — ۲ ،،
جمیلہ بیگم صاحبہ بنت قریشی	۰ — ۵
نیاز احمد صاحب	
ڈاکٹر محمد سعید صاحب	۰ — ۱۸ ،،
مرزا داؤد احمد صاحب	۰ — ۵ ،،
ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور	۴ — ۱ ،،
قاضی سعید اللہ صاحب جالندھر چھاؤنی	۰ — ۱۱ ،،
چودھری ابوالہاشم خان صاحب	من سیر چھٹانک
محمد علی صاحب دارالعلوم	۸ — ۳ سیر
احمدیہ ہوسٹل لاہور	۰ — ۱۰ روپے
حمید اللہ صاحب کھیوڑہ باجوہ سیالکوٹ	۱۲ — ۰۰ ،،
فضل کریم صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ	۰ — ۹ ،،
ماسٹر نور محمد صاحب راجپور بھٹیاں ضلع ہوشیارپور	۸ — ۷ ،،
غلام محمد صاحب کبیر والا ملتان	۰ — ۱۰ ،،
چودھری نذیر احمد صاحب بکساب جماعت دولت پور پٹھانکوٹ	۸ — ۴۴ ،،
حافظ شفیق احمد صاحب دارالرحمت	۲ سیر ۱۲ من
حکیم عبدالرحمن صاحب ماچھی واڑہ لدھیانہ	۰ — ۱۵ روپے
محمد اکبر خان صاحب پشاور	۰ — ۵۰ ،،
اللہ دتا صاحب سیالکوٹ	۴ — ۷ ،،

(باقی)

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد احمدیہ کمپنی میں بھرتی کے متعلق

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں۔

"میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ انہیں اس بھرتی کے کام میں دلچسپی لینی چاہیے اور زیادہ سے زیادہ نوجوان اس غرض کے لئے پیش کرنے چاہئیں۔ میرے نزدیک اگر صرف گورداسپور کے ضلع کے لوگ ہی اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ تو ساڑھے تین سو آدمی صرف یہیں سے بھرتی ہو سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ پہلے بہت سے رنگروٹ ہماری جماعت کی طرف سے جا چکے ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ جو امن اور آرام اور نماز کی پابندی کی نعمت اور نیکی کی تحریک احمدیہ کمپنی میں میسر آ سکتی ہے۔ وہ کسی دوسری کمپنی میں میسر نہیں آ سکتی۔"

اس وقت احمدیہ کمپنیوں کے لئے مزید ۱۰۸ ریکروٹوں کی فوری ضرورت ہے۔ احباب جماعت سے گزارش ہے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں احمدی نوجوانوں کو بھرتی کروائیں۔ جو نوجوان بھرتی ہونا چاہتے ہوں۔ ان کا کسی ڈاکٹر سے معائنہ کروا کے قادیان میرے پاس بھجوا دیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل کے لئے دوست سرگرمی سے کام شروع کر دیں گے۔ اور مطلوبہ تعداد انشاء اللہ جلسے سے جلد پوری ہو جائے گی۔

مرزا شریف احمد اسسٹنٹ ریکروٹنگ آفیسر لاہور ایریا

درخواست دعا والدہ سید احمد اہلیہ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب دو روز سے بہت بیمار ہیں اور حالت تشویشناک ہے احباب دعائے صحت کریں۔

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ایک ضروری ارشاد

نکاح کے بارے میں غیر مشروع شرط باطل اور غیر مقبول ہوگی

نکاح کے وقت فریقین میں بعض غیر مشروع شرائط طے کی جاتی ہیں۔ اور پھر ان کی عدم تعمیل کی وجہ سے مقدمات دارالقضاء میں آتے ہیں۔ چنانچہ اسی قسم کی شرائط کی عدم تعمیل پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک مقدمہ میں مندرجہ ذیل ارشاد فرمایا ہے۔

"چونکہ میں تین سال ہوئے فیصلہ کر چکا ہوں۔ کہ جدید نکاحوں میں کوئی شرط جس کا دین سے تعلق نہ ہو اور مہر کے علاوہ ہو ہماری قضاء میں تسلیم نہ کی جائے گی۔ جس نے ایسی شرط کرائی ہو اسے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ کیونکہ قضاء اسے رد کر دے گی۔" ناظر امور عامہ

تعمیر دفتر خدام الاحمدیہ

احباب کرام پر یہ امر واضح ہوگا۔ کہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر اپنا دفتر تعمیر کرنے کا عزم کیا تھا۔ چنانچہ احباب جماعت سے چندہ کے لئے اپیل کی گئی۔ جس پر احباب نے خندہ پیشانی سے لبیک کہا۔ بالخصوص بعض احباب نے تو اپنے اخلاص کا بہت ہی شاندار نمونہ پیش کر کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ کسی الٰہی تحریک کے لئے اپنا سب کچھ قربانی سے کبھی دریغ نہیں کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جیسا کہ احباب کو الفضل کے ذریعہ علم ہو چکا ہے۔ دفتر مرکزیہ مجلس کی عمارت میں منتقل ہو گیا ہے۔ مگر ابھی تعمیر کا کام مکمل نہیں ہوا۔ اور تعمیر شدہ عمارت کا بھی ایک حصہ ابھی تشنۂ تکمیل ہے۔ جس کی طرف فوری توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ پس جہاں بعض احباب نے اس تعمیر کے سلسلہ میں نہایت گراں قدر امداد فرمائی ہے۔ وہاں ابھی بہت سے احباب نے تاحال بالکل حصہ نہیں لیا۔ اسی طرح بعض مجالس خدام الاحمدیہ نے بحیثیت مجلس اس میں اتنا حصہ نہیں لیا۔ جس قدر ان کو لینا چاہیئے تھا۔ اس لئے (۱) تمام ایسے مخیر احباب کی خدمت میں جنہوں نے اس سے قبل اپنے عطیہ سے مجلس کی امداد فرمائی ہے درخواست ہے کہ وہ مزید امداد فرمائیں کیونکہ فی الحال روپیہ کی کمی کی وجہ سے کام کی رفتار میں سستی واقع ہو رہی ہے۔ (۲) تمام ایسے احباب جنہوں نے تاحال اس مد میں حصہ نہیں لیا۔ اس قومی ادارہ کی مرکزی عمارت کی تعمیر میں فوری حصہ لیں۔ اور بڑھ چڑھ کر اخلاص اور محبت کا نمونہ پیش کریں۔ (۳) تمام ایسی مجالس جنہوں نے بحیثیت مجلس اس میں نمایاں حصہ نہیں لیا۔ فوری توجہ کریں۔

قائدین مجالس کی خدمت میں تاکیداً عرض ہے۔ کہ وہ فوراً دفتر خدام الاحمدیہ کی تعمیر کے لئے احباب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اور ان سے زیادہ سے زیادہ عطایا کے وعدے لیں۔ کوشش کریں کہ رقم نقد ملے۔ کیونکہ روپیہ کی جلد ضرورت ہے۔ اور تمام چندہ دہندگان اور وعدہ کنندگان کی مفصل فہرست مہتمم مال کے نام بھجوا دیں۔

احباب کی آگاہی کے لئے یہ امر بھی واضح کر دینا ضروری ہوگا۔ کہ ایسے تمام احباب جو کم از کم پچاس روپے چندہ برائے تعمیر ارسال کریں گے۔ عمارت کے مکمل ہونے پر ان کے نام عمارت پر لکھے جائیں گے۔ تا آئندہ آنے والی نسلیں ان کے اخلاص کو دیکھ کر ان کے نمونہ پر چلیں۔ اور ان کے لئے دعا کریں۔ فہرستیں دفتر خدام الاحمدیہ میں اور چندہ محاسب میں آنا چاہیئے کوپن پر تعمیر دفتر خدام الاحمدیہ کی تصریح ضرور کریں۔ مرزا منور احمد مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ

۲۵ جولائی ۱۹۴۳ء بروز اتوار یوم التبلیغ برائے مسلم احباب مقرر ہے۔ دوست اچھی طرح نوٹ کر لیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کے متعلق چند غلطیوں کا ازالہ

ستیارتھ پرکاش کی دلآزار طرز تحریر اور اس کی ضبطی کے متعلق جہاں مسلم اور اکالی اخبارات مضامین لکھ رہے ہیں۔ وہاں آریوں کے دونوں مشہور روزنامے "پرتاپ" اور "ملاپ" بھی اپنے ڈیفنس میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ وہ جناب سوامی دیانند کی دلآزار اور دلخراش طرز تحریر کے ڈیفنس میں جو کچھ لکھ رہے ہیں۔ اس پر تو ہم کسی آئندہ اشاعت میں اظہار خیال کریں گے۔ اس وقت ہمیں مہاشہ کرشن بی۔ اے ایڈیٹر "پرتاپ" کے اس الزام کی تردید کرنا ہے۔ جو انہوں نے اسلام اور شاہان اسلام پر لگایا ہے۔ لکھا ہے کہ (۱) "اسلام ہندوستان میں آیا تو ایک مبلغ کی شکل میں نہیں۔ (۲) مسلمان ہندوستان میں آئے۔ (تو) ملک گیری کی ہوس اپنے سینوں میں لئے ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ (۳) پہلا مسلمان بادشاہ جس نے اسلام کا پرچار اپنی حکومت کا جزو سمجھا وہ اورنگ زیب تھا۔" (پرتاپ ۱۷ جولائی)

بجائے اس کے کہ ہم اس قسم کے ناواقفی و بے علمی پر مبنی الزامات کا جواب خود دیں۔ بہتر یہی ہوگا۔ کہ ہندو دوانوں کی تحریرات سے ہی اس کی تردید کی جائے۔ ذیل میں چند آراء ملاحظہ ہوں۔

شری سندر لال جی لکھتے ہیں کہ

"ساتویں صدی سے لے کر گیارھویں صدی تک یعنی ۴۰۰ سال تک نہ ہندوستان پر کسی دوسرے مسلمان حکمران نے حملہ کیا۔ اور نہ سندھ کے تھوڑے سے حصہ کو چھوڑ کر ہندوستان کا کوئی حصہ کسی مسلم حکومت کے ماتحت رہا۔ لیکن اس پر بھی ساتویں سے گیارھویں صدی تک اسلام شانتی اور امن کے ساتھ بغیر کسی ویر بھاؤ یا مخالفت کے اور بغیر کسی مسلم طاقت کی مدد کے لگ بھگ تمام جنوبی ہند میں دکن سے اُتر تک پھیل چکا تھا۔ ۔ ۔ تاریخ سے یہ امر بھی ظاہر ہے۔ کہ اسلام کی اشاعت دکن میں مالابار کے ساحل سے شروع ہو کر آہستہ آہستہ اُتر کی طرف ہوئی۔ اور ان تمام ابتدائی صدیوں میں اسلام اور ہندو دھرم پورے پریم کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہتے رہے۔ تیرھویں صدی کے آخر تک مسلمانوں کا کوئی حملہ نربدا کے دکھنی علاقوں پر نہیں ہوا لیکن اس پر بھی ساتویں سے تیرھویں صدی تک ان تمام علاقوں میں اسلام برابر شانتی کے ساتھ پھیلتا رہا۔ اور قومی زندگی کے ہر ایک حصہ میں ہندو اور مسلمان محبت کے ساتھ مل جل کر رہتے رہے۔ اس وقت کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر تارا چند نے لکھا ہے۔"

"رولینڈسن لکھتا ہے۔ کہ مسلمان عرب پہلے پہلے ساتویں صدی کے آخر میں مالابار کے ساحلی علاقہ میں آکر آباد ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کی تجارت اور ان کی بستیاں برابر بڑھتی گئیں ۔ ۔ ۔ ۔ مسلمانوں کا اثر بھی تیزی کے ساتھ بڑھتا گیا۔ مالابار کے کنارے پر انہیں آباد ہوئے سو سال گذر چکے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ انہیں آباد ہونے زمین خریدنے اور کھلے طور پر مذہبی مراسم ادا کرنے کی سہولتیں حاصل تھیں ۔ ۔ ۔ بلاشبہ ان میں سے بہتوں کی عزت اور احترام کیا جاتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نویں صدی کے آغاز ہی میں وہ ہندوستان کے تمام مغربی ساحل کے برابر برابر پھیل چکے تھے۔ ان کے مذہبی اعتقادات اور ان کی عبادت کے ڈھنگ دونوں (وہاں کے لوگوں کی نگاہ میں) عجیب تھے۔ اور وہ بڑے جوش کے ساتھ اپنے خیالات و عقائد کی تائید اور اشاعت کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ہندو پبلک میں ایک کھلبلی سی مچ گئی تھی۔ اسلام کا ایک سیدھا سادھا کلمہ تھا۔ اس کے اصول اور اعمال صاف اور سادہ تھے۔ جماعتی نظام کے لئے اس کے عقائد ایسے تھے کہ جن میں اونچ نیچ اور امیر غریب کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ ان چیزوں کو لے کر اسلام ان کے سامنے آیا۔ طبعی طور پر اس کا ان لوگوں پر اثر پڑا۔ اور بڑا زبردست اثر پڑا۔ نویں صدی کے شروع پچیس برس پورے ہونے سے پہلے ہی مالابار کے آخری چیرامن پیرومل راجہ نے جس کی راجدھانی کُڈنگلور میں تھی۔ اسلام قبول کر لیا۔"

"ظاہر ہے کہ اس وقت تک مسلمانوں کی اہمیت اور عظمت بہت بڑھ گئی تھی۔ انہیں "مپلا" کا باعزت خطاب ملا ہوا تھا۔ جس کے معنے بڑا بچہ یا داماد ہے ۔ ۔ ۔ ۔ انہیں اور بھی کئی خاص حقوق دیئے گئے تھے۔ ایک مسلمان ایک نمبودری براہمن کے برابر بیٹھ سکتا تھا مگر ایک نائر ہندو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ موپلاؤں کا دینی امام جسے تھنگل کہتے تھے۔ زمورن (حاکم) کے برابر برابر پالکی میں چل سکتا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (ہندو) زمورن مسلمانوں کی اتنی قدر کرتا تھا۔ کہ اس نے اپنی رعایا کو مسلمان ہو جانے کی کھلی کھلی تحریک کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے یہ بھی حکم دے دیا۔ کہ میری حکومت میں مچھلی پکڑنے والی قوم (مکووان) آباد ہے۔ اس کے ہر ایک گھر سے ایک یا زیادہ آدمی ضرور مسلمان ہو جائیں ۔ ۔ ۔ ۔"

"ان بیانات سے پوری طرح ثابت ہے کہ ہندوستان کے مغربی ساحل پر مسلمان بہت شروع میں ہی بس گئے تھے۔ اور ان کی تعداد ان کی دولت اور ان کی طاقت برابر بڑھتی چلی گئی ۔ ۔ ۔"

"جو حالت مہاندی اور نربدا کے دکنی علاقوں کی تھی۔ لگ بھگ وہی تمام ملک کی تھی۔ ہندوستان کے تقریباً ہر ایک علاقہ میں کھمبات۔ بھڑوچ۔ سندھ۔ چول۔ کچھ۔ کاٹھیاواڑ سوپارا۔ قنوج اور بنارس تک میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے سینکڑوں سال پہلے ہی اسلام کی خوب اشاعت ہو چکی تھی۔ اور بڑی بڑی مسلم بستیاں آباد ہو چکی تھیں۔ ہر جگہ ہندو اور مسلمانوں میں محبت آمیز تعلقات قائم تھے۔ اور خاص کر گجرات میں۔ جہاں کا ہندو راجہ ان پر ویسی ہی مہربانی کرتا تھا جیسی کہ مالابار میں ہوتی تھی۔"

"سلیمان مسعودی۔ ابن حوقل اور ابو زید سب متفقہ طور پر بلہبی راجہ بلہار کی تعریف کرتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے لئے بڑی محبت کا اظہار کیا کرتا تھا۔" (رسالہ وشال بھارت کلکتہ جنوری ۴۲ء)

اس قسم کے اور بھی متعدد اقتباس غیر مسلموں ہی کی کتب سے دیئے جا سکتے ہیں۔ مگر یہ جاننے کے لئے کہ ہندوستان میں اسلام تلوار اور سیاسی طاقت کی بدولت نہیں۔ بلکہ اپنی دلربائی اور عرب تاجروں اور مبلغوں کی نیکی شرافت دینداری رواداری وخدا پرستی کی بدولت اہالیان ہند کے دلوں کو مسخر کرتا رہا۔ اتنا ہی کافی ہے۔

باقی رہا دوسرا الزام کہ مسلمان اس ملک میں آئے تو ہوس ملک گیری کو اپنے سینوں میں لئے ہوئے آئے۔ سو یہ بھی بالبداہت غلط ہے کیونکہ ہم نے خود ایک آریہ سماجی پنڈت جی کے مضمون سے دکھا دیا ہے۔ کہ اوائل کی چار صدیوں میں جس قدر مسلمان اس ملک میں آئے۔ وہ اپنے سینوں میں ہوس ملک گیری نہیں بلکہ باشندگان ہند کے دلوں کو مسخر کرنے اور انہیں خدا کے آخری پیغام سے واقف و آگاہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ اور ان کی دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے آئے تھے۔

یہ بالکل یقینی بات ہے کہ سندھ اور پنجاب میں حضرت محمد بن قاسم اور حضرت محمود غزنوی کو حملہ آور ہونے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ اگر خود ہندو سنگھٹیوں نے انہیں مبارزت کی دعوت نہ دی ہوتی۔ تاریخ ہند سے واقف کار اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ حضرت محمد بن قاسم فاتح سندھ کبھی بھی اس طرف کا رخ نہ کرتے۔ اگر لنکا کے غیر مسلم راجہ کے بھیجے ہوئے تحائف اور انہی کے ساتھ مسلمان عورتیں بچے اور دیگر مسلمان حاجیوں کے جہازوں کو سندھ کے ہندو ڈاکو اور ان کے حامی ہندو راجہ لوٹ کر انہیں گرفتار نہ کر لیتے۔

اسی طرح حضرت محمود غزنوی کو بھی ہندوستان کی طرف عنان توجہ پھیرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اگر پنجاب کا ہندو راجہ لغمان وغیرہ اسلامی علاقہ پر حملہ آور نہ ہوتا۔ مسلمان فاتحوں کو ہندوستان میں آنے کی دعوت یہاں کے مسلمانوں نے نہیں دی تھی۔ بلکہ ان کے بلوانے والے خود تاں اندیش ہندو راجے ہی تھے۔ اور جو کچھ ہم نے لکھا یہ واقعات کی بناء پر لکھا ہے چنانچہ رسالہ آریہ مسافر لاہور کے ایک آریہ نامہ نگار نے لکھا تھا۔ کہ

"ہم سے مسلمانوں کا تعلق بہت پرانا ہے ہم ساتویں صدی کے پہلے نصف سے دسویں صدی تک عرب کے مسلمانوں سے اپنے جہازوں کے ذریعہ بیوپار کرتے رہے۔ لڑائی کی چھیڑ چھاڑ کا سبب بھی یہ جہاز ہی تھے۔ عرب کے بیوپاریوں کے جہاز لوٹ کر ہمارے لٹیروں نے "آبیل مجھے مار" کی کہاوت کا (اپنے آپ کو) مصداق کیا۔ اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی ماری لنکا کے راجہ نے آٹھ جہازوں میں سوغات کی چیزیں بھیجکر خلیفہ (بغداد) کی خدمت میں نذرانہ بھیجا جب یہ جہاز کچھ کی کھاڑی کے پاس پہنچے۔ جہازی لٹیروں نے انہیں لوٹ لیا سندھ دیش پر محمد قاسم کی چڑھائی کا کارن (سبب) یہی تھا۔ ہمارے ہاں یہ جہازی لٹیرے پہلے ہی یہ شرارت کرتے آئے تھے۔" (رسالہ آریہ مسافر لاہور جنوری ۱۹۱۵ء)

(۲) ایک اتہاس بریمی اپنے بھارت ورش کے اتہاس صلہ ۶۲ میں اعتراف کرتا ہے:-

"پنجاب کی سرحد پر پہلی مڈبھیڑ مسلمانوں کی طرف سے نہیں۔ بلکہ آریوں کی طرف سے ہوئی"

رہا تیسرا الزام حضرت اورنگ زیب پر یعنی یہ کہ مسلمان حکمرانوں میں وہ پہلے بادشاہ ہیں۔ کہ جنہوں نے اشاعت اسلام کو اپنی حکومت کا جزو بنایا۔ اس اعتراض کی تردید کرتے ہوئے آریہ سماج کے مشہور ویدک مشنری ہنسہ جینی جی بی۔اے لکھتے ہیں:-

"ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اورنگ زیب نے بہت سے ہندوؤں کو مسلمان بنایا۔ یہاں تک کہا جاتا ہے۔ گو تاریخی حوالہ نہیں ملتا۔ کہ وہ سوا من جنجو روزانہ توڑ کر روٹی کھاتا تھا۔ نہ معلوم یہی گپ زبان زد خلائق اختراع کہاں سے ہوئی۔ بہرحال یہ حکایت عام طور پر پنجاب میں چلت دمشہور ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو اس کی لغویت عیاں ہے۔ کیونکہ ایک تولہ وزن میں تین جنجو (زنار) اور سوا من کے لئے بارہ ہزار جنجو چاہئیں۔ یعنی ایک ماہ میں ۳۶۰۰۰۰ ہزار ہندو اورنگ زیب اپنے ہاتھ سے مسلمان بناتا تھا۔ یعنی سال بھر میں ۴۳۲۰۰۰۰ گویا قریبًا نصف کروڑ ہندوستان بھر میں مسلمان ہو جاتے تھے۔ اس وقت ہندوؤں کی آبادی ۱۸ کروڑ تھی جس میں سے اگر نصف حصہ عورتوں کا علیحدہ کر دیا جاوے۔ کیونکہ وہ جنجو نہیں پہنتیں۔ تو باقی ۹ کروڑ رہ جاتے ہیں۔ ۹ کروڑ میں سے ۳ کروڑ وہ لوگ سمجھیں۔ جو بصورت شودر اور چھوٹی ذاتیں حجام۔ کمار وغیرہ وہ لوگ ہیں جنہیں یجیوپویت (زنار) پہننے کا استحقاق نہیں۔ پس باقی ۶ کروڑ رہ جاتے ہیں۔ پس اگر اورنگ زیب کئی کروڑ ہندوؤں کے جنجو تڑواتا۔ تو یہ مرحلہ ۸ سال میں طے ہو جاتا۔ اور اس وقت ایک ہندو صفحۂ ہستی پر نظر نہ آتا۔ لیکن خوش قسمتی سے ہم آج بھی ہندوؤں کی آبادی اورنگ زیب کے زمانہ سے زیادہ پاتے ہیں۔ (اس سے) پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ مبالغہ آمیز گپ کسی نے ہندو مسلمانوں کے باہمی جذبہ کو بھڑکانے کے لئے ہانک دی ہے۔ ورنہ اس کی صداقت واقعات کی کسوٹی پر پرکھی نہیں جا سکتی"۔ (اورنگ زیب کی زندگی کا روشن اور اصلی پہلو ص ۱۳-۱۴)

جناب لالہ منوہر لال صاحب بھی لکھتے ہیں کہ:-

"تعصب اور اشاعت مذہب کا الزام اورنگ زیب عالمگیر پر لگایا جاتا ہے جو بالکل بے بنیاد ہے اور تعصب آلود الزام ہے"۔ (پرچہ اخبار ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

ہم امید ہے یہ سطور ایڈیٹر صاحب پرتاپ کی غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے کافی ہونگی۔ انکی باقی باتوں کا جواب پھر عرض کیا جائے گا۔

خاکسار ملک فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

ایک غلط فہمی کا ازالہ

۱۴ جولائی کے اخبار الفضل میں جو نوٹ شائع ہوا جس کا کچھ حصہ حذف ہو گیا۔ اس کی تشریح ذیل میں کی جاتی ہے۔

تحریک جدید کا دور اول

تحریک جدید کے دو دور ہیں۔ پہلا دور تین سال کا ہے۔ اس میں اصول یہ تھا اور ہے۔ کہ جو رقم کسی نے سال اول میں دی ہے۔ اس سے زیادہ دوسرے سال دیا ہو۔ اور جو دوسرے سال دیا ہو اس سے زیادہ تیسرے سال دیا ہو۔ مثلاً اگر کسی نے پہلے سال ۶۰ دئے اور دوسرے سال ۶۱ تیسرے سال ۶۲۔ جو اس کا یہ پہلا دور مطابق قواعد و اصول تحریک جدید ہے۔ لیکن اگر کسی نے مثلاً پہلے سال ۶۰ دئے اور دوسرے سال ۵۵ دئے۔ اور تیسرے سال ۵۰۔ تو اس کا یہ حساب سابقون والا نہ رہا کیونکہ پہلے سہ سالہ دور میں شرط یہی تھی اور ہے کہ ہر سال اضافہ کیا ہو۔ پس ایسے احباب جن کی رقم سال اول۔ سال دوم۔ سال سوم ہے۔ وہ اب سال اول۔ سال دوم۔ سال سوم کر لیں۔ تو ان کی ادائیگی دور اول میں تحریک جدید کے اصول کے مطابق ہو جائے گی۔ اس مثال کے مطابق احباب دور اول کو دیکھ لیں۔ اور اضافہ کر لیں۔

دور ثانی

تحریک جدید کا دوسرا دور جو سات سال تک حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ممتد فرمایا سال چہارم سے شروع ہوتا ہے۔ گویا سال چہارم دوسرے دور کا سال اول ہے۔ دوسرے دور کے پہلے سال میں یعنی سال چہارم میں ایک رعایت فرما دی۔ جو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے الفاظ میں یہ ہے فرمایا:-

"درحقیقت وہی لوگ کرنے والے ہیں جو قربانی کے بوجھ کو محسوس کریں۔ لیکن اگر کوئی شخص سو یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار آمد رکھتا ہو۔ اور وہ پانچ روپیہ (جو کم سے کم سالانہ شرح ہے) خدا کے راستہ میں دیدے۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے ایسی قربانی کی ہے۔ جس کے بوجھ کو اس نے محسوس کیا ہے۔ اس کے معنے تو یہ ہیں۔ کہ وہ سو یا ڈیڑھ سو ماہوار لیکر سات آنہ ماہوار کی قربانی کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے زیادہ وہ اپنی چوڑھی کو دے دیتا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ خدا تعالےٰ کے سامنے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ جو اس کا چوڑھا بھی قبول کرنے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا تعالےٰ کے سامنے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ جو اس کا دھوبی بھی قبول کرنے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی وہ سمجھتا ہے۔ کہ اس کا نام خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں ان لوگوں میں لکھا ہوا ہونا چاہیئے جنہوں نے اس کا قرب حاصل کیا۔ اور جن پر اس کے غیر معمولی فضل نازل ہوں گے۔ تو یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہے۔ جو بعض دوستوں کو لگی ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے پہلے سال کا چندہ اپنی استطاعت سے کم دے کر اسے بڑھانا شروع کر دیا۔ حالانکہ یہ رعایت اُن لوگوں کے لئے تھی۔ جنہوں نے پہلے تین سالوں میں بہت زیادہ چندہ دے دیا تھا۔ اور اب ان کے لئے اسی نسبت سے مسلسل دس سال قربانی کرتے چلے جانا مشکل تھا۔ پس ایسے لوگ جنہوں نے اپنی تمام کی تمام پونجی پہلے سال یا ابتدائی تین سال میں دے دی تھی۔ یا وہ لوگ جنہوں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندہ دے دیا تھا۔ ان کو آئندہ شامل رکھنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ ان سے رعائتیں کی جائیں۔ تاکہ وہ لوگ جنہوں نے قربانی کا بہت اعلیٰ نمونہ دکھایا تھا۔ وہ اپنی مجبوری کی وجہ سے دوسروں سے پیچھے نہ رہ جائیں مگر اس سے ان لوگوں کا فائدہ اٹھا لینا جو اپنی حیثیت اور مالی وسعت کے مقابلہ میں بہت کم قربانی کر رہے ہیں۔ یہ انسانوں کی نگاہ میں تو بیشک اچھا بن جانے والی بات ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کی نگاہ میں انہیں اچھا نہیں بنا سکتی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس چندہ میں حصہ لینے والے وہ لوگ بھی تھے۔ جنہوں نے ایک سال میں ۲-۲ ماہ کی آمد دے دی تھی۔ اسی طرح اس میں ایسے لوگ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے اپنا سارا اندوختہ دے دیا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ میں نے یہ رعایت کر دی تھی۔ کہ چونکہ وہ سارا اندوختہ دے چکے ہیں۔ یا اپنی حیثیت سے بڑھ کر قربانی کر چکے ہیں۔ اس لئے ان کے چندوں کو یا تو باقی سالوں میں پھیلا لیا جائے۔ یا پھر پہلے سال جس قدر چندہ انہوں نے دیا تھا۔ اسی قدر چوتھے سال دے دیں۔ اور پھر ہر سال اس پر زیادتی کرتے جائیں"۔

ظاہر ہے کہ تحریک جدید کے دور ثانی کے پہلے سال یعنی سال چہارم میں۔ پہلے سال کے برابر چندہ دے کر پھر آئندہ سالوں میں اُسے بڑھاتے جانے کی رعایت صرف ان کے لئے ہے۔ جو سارا اندوختہ دے چکے ہیں۔ یا اپنی حیثیت سے بڑھ کر دور اول میں قربانی کر چکے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کے جنہوں نے اپنی حیثیت سے چندہ کم دینا شروع کیا ہوا ہے۔ ان کیلئے نہیں۔ پس انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اب ایسی قربانی کریں۔ جس کے بوجھ کو وہ محسوس کریں۔ بہت ہیں جنہوں نے ابتداء میں اپنی حیثیت سے کم دینا شروع کیا۔ اور اب جب ان کو حضور کے اس ارشاد بالا کی حقیقت معلوم ہوئی۔ تو وہ اب دور اول کے آخری سال یعنی سال سوم کی ادائیگی پر سال چہارم میں اضافہ کر کے دیتے ہیں۔ اور پھر اس پر آئندہ سالوں میں زیادتی کر کے اپنی کمی کا ازالہ کر رہے ہیں۔ بلکہ بعض احباب تو اپنی ایک ماہ کی آمد نہیں۔ بلکہ دو دو تین تین ماہ کی آمد کے برابر دے رہے ہیں۔ تا انہوں نے جو اپنے چندوں میں کمی کی تھی۔ اس کا ازالہ ہو جائے۔ مثلاً اگر ایک دوست نے پہلے یوں چندہ ادا کیا ہوا ہو۔

پہلا دور

سال اول	سال دوم	سال سوم
۶۰	۵۵	۵۰

دوسرا دور

سال چہارم	سال پنجم	سال ششم	سال ہفتم
۵۰	۵۱	۵۲	۵۳

سال ہشتم	سال نہم
۵۴	۵۵

چونکہ یہ ادائیگی تحریک جدید کے اصول کے مطابق نہیں۔ جیسا کہ اوپر کی تفصیل سے ظاہر ہے یہ مطابق اصول تحریک نہ رہا۔ اور اب اگر وہ اپنا چندہ نو سالہ یوں کر دے۔ سال اول ۶۰ - سال دوم ۶۱ - سال سوم ۶۲ سال چہارم ۶۳ - سال پنجم ۶۴ - سال ششم ۶۵ - سال ہفتم ۶۶ - سال ہشتم ۶۷ سال نہم ۶۸ - تو ان کا چندہ ہر سال اضافہ کرنیوالوں کے مطابق ہو جاتا ہے۔ ہر سال اضافہ کرنیوالوں کا گروہ سابقون الاولون کا گروہ خاص ہے۔ پس جنہوں نے سال چہارم میں پہلے سال کے برابر یا اس سے

اعلان برائے ملازمت دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان

صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کے لئے اُمیدواروں کی ضرورت ہے۔ جو اُمیدوار حسب ذیل شرائط پُوری کرتے ہوں۔ وہ ذیل کا فارم پُر کرکے درخواست معہ تمام نقول سرٹیفکیٹ وغیرہ مصدقہ ۳۱ ماہ وفا ۱۳۲۲ہش مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۴۳ء تک بنام قاضی عبد الرحمٰن صاحب پرسنل اسسٹنٹ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھجدیں۔ اور نوٹ غور سے مطالعہ کریں۔ خاکسار غلام محمد اختر سیکرٹری تحقیقاتی کمیشن

فارم درخواست امیدواری

۱۔ نام و ولدیت درخواست کنندہ۔
۲۔ تاریخ بیعت۔
۳۔ تاریخ پیدائش۔
۴۔ خاندانی خدمات سلسلہ۔
۵۔ امتحان جو پاس کئے ہیں معہ سندات۔
۶۔ خلاصہ سندات و سفارشات۔
۷۔ صحت۔
۸۔ کوئی اور قابل ذکر امر۔

شرائط:۔ (۱) احمدی ہونا لازمی ہے۔ (۲) عمر ۱۸ تا ۳۰ سال ہو۔ (۳) مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی خدماتِ سلسلہ کے متعلق تصدیق کرائی جائے۔ (۴) میٹرک پاس یا اس سے اُوپر مولوی فاضل یا جامعہ احمدیہ یا اس سے اُوپر تک تعلیم لازمی ہے۔ (۵) مقامی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی سفارش کا ہونا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کی خاص ہستیوں کی سفارشی چٹھیاں بھی لگائی جاسکتی ہیں۔ (۶) صحت کے متعلق ڈاکٹر یا حکیم ورنہ جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی طرف سے سرٹیفکیٹ لگایا جاسکتا ہے۔ (۷) شرائط کے علاوہ کوئی اور سرٹیفکیٹ وغیرہ لگائے جاسکتے ہیں۔

نوٹ:۔ تمام وہ درخواستیں جو کسی اُمیدوار نے کسی دفتری ملازمت کے لئے صدر انجمن احمدیہ کے کسی دفتر میں بھیجی ہوں۔ وہ اس اعلان کے ذریعہ منسوخ قرار دیجاتی ہیں۔ اور ہر امیدوار کو اب نئی درخواست مندرجہ بالا فارم پر شرائط کے مطابق کرنی ہوگی۔ خواہ وہ اُمیدوار صدر انجمن احمدیہ کی عارضی بورڈ (یعنی ناظر امور عامہ و ناظر بیت المال) کے منظور شدہ ہی ہوں (۲) اسامیاں فی الحال عارضی ہونگی۔ اور ۲۰-۱-۲۵ کے گریڈ میں ابتدائی تنخواہ بیس روپے اور اس کے علاوہ چھ روپیہ ماہوار قحط الاؤنس ہوگا۔ اور آئندہ مستقل آسامیاں پُر کرتے وقت تجربہ کار عارضی ملازمین کو ترجیح دی جائے گی۔ (۳) جن امیدواروں کی درخواستیں کمیشن منظور کرے گا۔ اُن درخواست کنندوں کو تاریخ انتخاب سے اطلاع کردی جائے گی۔ (۴) کمیشن کے کسی ممبر کو سفارش کے ذریعہ سے زیر اثر لانے کی سعی کرنا امیدوار کی کامیابی میں منافی ہوگا۔

ضروری اطلاع

جن خریداران الفضل کا چندہ ۲۰ اگست ۱۹۴۳ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کی خدمت میں یکم اگست کو وی۔پی ارسال ہوں گے۔ چونکہ قلت گنجائش کے باعث اخبار میں اسموار فہرست شائع کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے احباب کی اطلاع کا یہ طریق اختیار کیا گیا ہے۔ کہ ان کے پتہ کی چٹوں پر سُرخ لکیر کا نشان دیا جاتا ہے۔ اس سے احباب کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ان کا چندہ ختم ہوچکا ہے یا ۲۰ اگست تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ لہذا انہیں یکم اگست تک اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کردینا چاہیئے یا وی۔پی وصول کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

جو احباب وی۔پی وصول کرنا نہ چاہیں۔ وہ قبل از وقت اطلاع دے دیں۔ جو دوست نہ قبل از وقت اطلاع دیں گے۔ اور نہ رقم ارسال فرمائیں گے۔ ان کے متعلق یہی سمجھا جائے گا۔ کہ وہ وی۔پی وصول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر کوئی دوست اس واضح اعلان کے باوجود وی۔پی واپس کردیں گے۔ ان کے متعلق ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ انہوں نے عمداً الفضل کو نقصان پہنچایا ہے۔

احباب سے گذارش ہے۔ کہ اب چندہ کی ادائیگی میں غفلت سے کام لینے کا وقت نہیں۔ ہماری مالی مشکلات بڑھ چکی ہیں۔ اور روزمرہ کی ضروریات کیلئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ لہذا احباب کو چندہ کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار فرمانی چاہیئے۔ نیز کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ بجائے اقساط کے سالانہ چندہ یکمشت ادا ہو۔

فلائٹ لفٹیننٹ مسٹر ایلیٹ طبیہ عجائب گھر میں

۱۸ جولائی کی صبح کو فلائٹ لفٹیننٹ مسٹر ایلیٹ جو قادیان میں ایئر فورس کے پروپیگنڈا کی غرض سے آئے تھے۔ جناب زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ کی معیت میں "طبیہ عجائب گھر" کو دیکھنے کیلئے تشریف لائے اور عجائبات دیکھنے کے بعد رجسٹر پر تحریر فرمایا:۔
A most interesting and delightful morning
"یعنی ایک نہایت پُرلطف اور خوشگوار صبح"
طبیہ عجائب گھر قادیان

احباب کو یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ الفضل کے چندہ کی ادائیگی میں غفلت سے کام لینا اپنے جماعتی پریس کو نقصان پہنچانا ہے

مشرق و مغرب کی تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲۰ر جولائی۔ مسٹر چرچل نے ہاؤس آف کامنز میں بتایا۔ کہ سسلی کی لڑائی میں حصہ لینے والی فوجوں میں کینیڈا کی فوجوں کا ذکر نہ ہونے پر وزیر اعظم کینیڈا نے برٹش گورنمنٹ کو پروٹسٹ کیا تھا۔ اس پر جنگی مصلحتوں کے باوجود ہم نے کینیڈا کی فوجوں کا ذکر کیا۔ اور ہمیں ان کی بہادری کا اعتراف ہے۔ اب یہ غلط فہمی دُور ہو چکی ہے۔

شملہ ۲۰ر جولائی۔ آنریبل کیپٹن شوکت حیات خان وزیر پبلک ورکس نے ایک انٹرویو کے دوران میں سکندر جناح پیکٹ کے لئے اپنی پوری حمایت کا اعلان کیا۔ اور کہا۔ کہ یونینسٹ کولیشن وزارت اس کے مطابق ہے۔ حال ہی میں میں نے جو تقریریں کیں۔ اُن کا پس منظر یہی پیکٹ تھا۔ جن کا غلط مطلب لیا گیا ہے۔

امرتسر ۲۰ر جولائی۔ سونا چاندی کی قیمتوں کی کمی کے ساتھ ہی کپڑے کی قیمتوں میں کمی واقع ہو گئی۔ مارکیٹ میں کپڑے کا سٹاک کافی ہے۔ چونکہ میعاد میں توسیع نہیں ہوئی۔ اس لئے بیوپاریوں کے حوصلے پست ہو گئے ہیں۔ برسات کی وجہ سے باہر کا بیوپاری کم آتا ہے۔ امرتسر میں کاٹن پیس گڈس کا سٹاک قریباً پانچ چھ کروڑ روپیہ کا ہو گا۔ اور اس وقت روزانہ قریباً دو لاکھ روپیہ کا مال فروخت ہوتا ہے۔ تاریخ مقررہ تک سٹاک ختم ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ کروڑ ہا روپیہ کا فارورڈ مال مارکیٹ میں ابھی آنے والا ہے۔

نئی دہلی ۲۰ر جولائی۔ گاندھی جی نے وائسرائے کو جو خط لکھے ہیں۔ ان میں اگست کا ریزولیوشن واپس لینے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ نہ ہی انہوں نے مرن برت کی دھمکی دی ہے۔ یہ خط خوراک کی صورت حال کے متعلق لکھا ہے۔ اور غریب طبقہ کی مشکلات کے مسئلہ پر ذکر کرتے ہوئے وائسرائے سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ کچھ کارروائی کریں۔

ماسکو ۲۱ر جولائی۔ ریوٹر کے خاص نامہ نگار نے اطلاع دی ہے۔ کہ اوریل کا محاذ کسی بھی لحاظ سے اڑھائی لاکھ جرمنوں کے لئے سٹالن گراڈ جیسا جال نہیں بن سکتا ہے۔

شملہ ۲۰ر جولائی۔ سرکاری حلقوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ ایک قانون بنا رہی ہے۔ اگر یہ قانون بن گیا۔ تو شمالی ہندوستان میں زمیندار ضرورت سے زیادہ اناج اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکیں گے۔ پنجاب کے بڑے بڑے زمینداروں کو اس امر کیلئے مجبور ہونا پڑے گا۔ کہ وہ اس قدر گندم اپنے قبضہ میں رکھ سکیں جس قدر کہ ان کے لئے آئندہ فصل تک کافی ہو گی۔ اگر وہ ضرورت سے زیادہ گندم اور دوسرے اناج اپنے قبضہ میں رکھیں گے۔ تو انہیں ضبط کر لیا جائے گا۔

کلکتہ ۲۱ر جولائی۔ حکومت ہند کے ٹیکسٹائل کمشنر کے ایک مکتوب میں سوتی کپڑے اور دھاگے پر کنٹرول کی صورت میں کھڈیوں کی پوزیشن واضح کی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کنٹرول کی موجودہ شرائط بالخصوص سٹاک کی فروخت اور آئندہ پیداوار کی نشاندہی وغیرہ کھڈیوں پر بھی نافذ ہوں گی۔ البتہ آئندہ نرخوں میں کچھ منافع کی گنجائش رکھدی جائے گی۔

لنڈن ۲۰ر جولائی۔ جنوبی فرانس میں جرمن فوجی حکام نے ریلوے افسروں کو حکم دیا ہے کہ وہ تمام انتظامات تیار رکھیں۔ تاکہ کسی وقت بھی دس گھنٹہ کے نوٹس پر جرمن فوجوں کو جنوبی فرانس سے نکال لیا جائے۔

لنڈن ۲۲ر جولائی۔ دارالعوام میں بتایا گیا۔ کہ دس روز کی لڑائی میں سسلی میں دشمن کے ۲۹۰ اور اتحادیوں کے ۸۰ طیارے تباہ ہوئے۔

لنڈن ۲۲ر جولائی۔ سسلی کے مشرقی کنارے پر بڑے زور کی لڑائی ہو رہی ہے۔ دشمن بہت سخت مقابلہ کر رہا ہے۔ مگر اتحادی فوجیں کٹانیہ کی طرف بڑھتی جا رہی ہیں۔ اور اب کٹانیہ کی بیرونی بستیوں میں لڑائی ہو رہی ہے۔ کل تیسرے پہر جنرل آئزن ہوور نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ دشمن مشرقی علاقہ میں مضبوط مورچے بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ تاہم اتحادی آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے ہیں۔ آٹھویں فوج کٹانیہ کی محافظ فوج پر لگاتار حملے کر رہی ہے۔ یہ علاقہ تنگ گھاٹیوں اور دروں کا ہے۔ اور اس وقت دریاؤں کیلئے لڑائی ہو رہی ہے۔ اور بعض جگہ آٹھویں فوج نے دریا کے اُس پار قدم جما لئے ہیں۔ واشنگٹن کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے۔ کہ کٹانیہ پر پہنچنے کے لئے اتحادیوں نے چھاتا فوج اتار دی ہے۔ وسطی محاذ پر اینا کے اردگرد جرمن اور اطالوی فوجوں کو الگ الگ کر دیا گیا ہے۔ اس علاقہ میں بھی دشمن مشرق کی طرف ہٹ رہا ہے۔ جو اطالوی قیدی پکڑے گئے۔ انہوں نے بتایا، کہ ان کے پاس نہ سامان جنگ کافی تھا۔ اور نہ ہتھیار۔ مغربی سرے پر جرمن دو پورے اطالوی ڈویژن پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

لنڈن ۲۱ر جولائی۔ روم سے اعلان کیا گیا ہے کہ محوری فوجوں نے اینا کا شہر خالی کر دیا ہے۔

لنڈن ۲۱ر جولائی۔ جنرل الیگزینڈر نے جو سسلی کے فوجی گورنر ہیں۔ اعلان کیا ہے کہ جزیرہ کے باشندوں کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت نہیں۔ فوجی حکومت قائم کرنے کا پہلا مقصد یہ ہے۔ کہ فاشزم کو ختم کیا جائے۔ جب اس سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ تو سسلی کے لوگ خود بخود جمہوری خیالات کی طرف لوٹ آئینگے۔

لنڈن ۲۱ر جولائی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ دوشنبہ کو مالٹا پر بڑے زور کا ہوائی حملہ ہوا — بہت دُور دُور تک بم باری کیگئی۔ اور شہریوں کو کچھ نقصان پہونچا۔

ماسکو ۲۲ر جولائی۔ سوویٹ اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ اوریل کے محاذ پر روسی فوجوں کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ دشمن کے علاقہ میں بیس میل اور آگے بڑھ گئی ہیں۔ اوراوریل کیطرف بھی تین میل اور آگے بڑھ گئی ہیں۔ جو روسی فوج تین طرف سے کمان کی شکل میں اوریل پر بڑھ رہی ہے۔ جرمن اس کا سخت مقابلہ کر رہے ہیں۔ شمالی سرے پر خاص طور پر سخت لڑائی ہو رہی ہے جو جرمن فوجیں اس علاقہ میں ہیں۔ وہ اسی سرے سے بچ کر نکل سکتی ہیں۔ بیالگراڈ کے علاقہ میں جرمنوں نے کئی جوابی حملے کئے۔ مگر رُوسیوں نے سب کو روک لیا۔ ڈونٹز کے محاذ پر بھی روسیوں نے مضبوطی سے قدم جما لئے ہیں۔ اور روسی فوجیں تمام محاذ پر آگے بڑھ رہی ہیں۔

واشنگٹن ۲۱ر جولائی۔ سالومنز میں جاپانی فوجوں کو کمک پہونچانے کی کوشش میں ایک جاپانی جنگی جہاز اور دو ڈسٹرائر تباہ ہو گئے۔ اور ایک کو نقصان پہونچا۔ ایک اور جاپانی کنوائے پر اتحادی طیاروں نے حملہ کیا۔ اور اسے واپس لوٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے علاوہ کاگیلی میں دشمن کے ٹھکانوں پر ۴۳ ٹن بم گرائے گئے۔ مونڈو کے علاقہ میں جاپانی فوجوں نے کئی جوابی حملے کئے۔ مگر سب ناکام رہے۔

دہلی ۲۱ر جولائی۔ انڈین کمانڈ کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ کل برما میں دشمن کی لاریوں اور فوجی چوکیوں پر حملے کئے گئے۔ ایراوادی میں اس کی کشتیوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ ٹانگو اور اکیاب کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ امریکن طیاروں نے ایک روز قبل یونن کی سرحد کے پاس شونی کے اہم پل پر بم باری کی تھی۔ اور کل انہوں نے منگے کے پل کو نشانہ بنایا۔

شملہ ۲۱ر جولائی۔ پنجاب کے تمام وزراء جو دوروں پر تھے۔ شملہ واپس بلائے گئے ہیں تا آل انڈیا فوڈ کانفرنس کے بعد پیدا شدہ مسائل پر غور کیا جائے۔

لنڈن ۲۲ر جولائی۔ جنرل جیرو نے ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے جنرل ڈیگال کی بہت تعریف کی۔ نیز کہا کہ اتحادیوں نے سسلی میں فوجیں اتارنے میں جو کارنامہ دکھایا ہے۔ جرمنی کبھی نہ دکھا سکتا۔ عنقریب فرانسیسی فوج بھی اتحادی فوجوں کے ساتھ شامل ہو جائیگی۔

لنڈن ۲۰ر جولائی۔ برلین ریڈیو کے اپنے بیان کے مطابق ہنگری نے امریکہ اور برطانیہ کے خلاف جنگ میں حصہ لینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور نازی گورنمنٹ کو مطلع کیا ہے کہ سسلی کی جنگ میں محوریوں کی امداد کے لئے ہنگری کے ہوائی جہاز نہیں بھیجے جائینگے اس سلسلے میں ہنگری کی حکومت نے جرمن گورنمنٹ کو اپنی یادداشت میں یاد دہانی کرائی ہے۔ کہ دونوں ملکوں کے درمیان صرف روس کے خلاف ایک دوسرے کی امداد کا معاہدہ ہوا ہے۔

لنڈن ۲۰ر جولائی۔ موسیولاوال نے پیرس ریڈیو پر ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے فرانسیسی مزدوروں کو مشورہ دیا کہ وہ جرمنی جا کر جرمن کارخانوں میں کام کریں۔ موسیولاوال نے کہا کہ فرانسیسی مزدوروں کے لئے یہ آخری موقع ہے اگر اس دفعہ بھی وہ نہ گئے تو انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔